سورة البقرة

آیات ۸۴ _ ۸۶

(گزشتہ سے پیوستہ)

ملاحظہ : کتاب میں حوالہ کیلئے قطعہ بندی (پیراگرافنگ) میں بنیادی طور پر تین ارقام (نمبر) اختیار کئے گئے ہیں۔ سب سے پہلا (دائیں طرف والا) ہندسہ سورۃ کا نمبر شمار ظاہر کرتا ہے۔ اس سے اگلا (درمیانی) ہندسہ اس سورۃ کا قطعہ نمبر (جو زیر مطالعہ ہے اور جو کم از کم ایک آیت پر مشتمل ہوتا ہے) ظاہر کرتا ہے۔ اس کے بعد والا (تیسرا) ہندسہ کتاب کے مباحثِ اربعہ (اللغۃ ' الاعراب ' الرسم اور الضبط) میں سے زیر مطالعہ مبحث کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی علی الترتیب اللغۃ کیلئے ۱' الاعراب کیلئے ۲' الرسم کیلئے ۳' اور الضبط کیلئے ۴ کا ہندسہ لکھا گیا ہے۔ بحث اللغۃ میں چونکہ متعدد کلمات زیر بحث آتے ہیں اس لئے یہاں حوالہ کی مزید آسانی کے لئے نمبر ۱ کے بعد قوسین (بریکٹ) میں متعلقہ کلمہ کا ترتیبی نمبر بھی دیا جاتا ہے۔ مثلاً ۲:۵:۱(۳) کا مطلب ہے سورۃ البقرہ کے پانچویں قطعہ میں بحث اللغۃ کا تیسرا لفظ اور ۲:۵:۳ کا مطلب ہے سورۃ البقرہ کے پانچویں قطعہ میں بحث الرسم۔ وھکذا۔

۲:۵۲:۲ الإعراب

زیر مطالعہ قطعہ کو نحوی تجزیہ کے لحاظ سے سترہ ۱۷ چھوٹے چھوٹے جملوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے تاہم بعض جملے "وَ" "فَ" یا "ثُمَّ" کے ذریعے سے اپنے سے پہلے جملے کا حصّے ہی بنتے ہیں۔ ہم ذیل میں سترہ ہی جملوں کے الگ الگ اعراب بیان کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بتاتے جائیں گے کہ اس کا اپنے سے ماقبل جملے سے کیا تعلق ہے اور یہ کہ تمام جملے کیوں کر ایک ہی مربوط مضمون بناتے ہیں۔

(۱) واذ اخذنا میثاقکم:

اسی جملہ پر اس سے پہلے [۲:۴۱:۲] (الاعراب) میں بات ہو چکی ہے۔

(۲) لاتسفکون دماءکم:

[لا] نافیہ اور [تسفکون] مضارع معروف صیغہ جمع مذکر حاضر ہے جس میں ضمیر فاعلین "انتم"

مستتر ہے [دماءکم] مرکب اضافی ہے جس میں "دماء" فعل (لاتسفکون) کا مفعول بہ (لہٰذا) منصوب ہے جو آگے مضاف ہونے کے باعث خفیف بھی ہے۔ اس لیے علامت نصب آخری ہمزہ (ء) کی فتحہ (ـَ) ہے (جو تنوین نصب کی تخفیف ہے) آخر پر ضمیر مجرور "کم" مضاف الیہ ہے۔ اور یوں دراصل تو یہ پورا مرکب اضافی (دماءکم) مفعول بہ ہے یعنی تم نہیں بہاؤ گے اپنے خونوں کو"۔ بامحاورہ تراجم پر حصّہ "اللغۃ" میں بات ہو چکی ہے۔

(۳) ولا تخرجون انفسکم من دیارکم:

[وَ] عاطفہ ہے جس کے ذریعے بعد کے فعل (لاتخرجون) کو سابقہ صیغہ فعل (لاتسفکون) پر عطف کیا گیا ہے [لاتخرجون] فعل مضارع منفی "بلا" صیغہ جمع مذکر حاضر ہے "لا" کی (دونوں جملوں میں) تکرار کے باعث اردو ترجمہ "اور نہ ہی" سے ہوگا [اَنْفُسَکُمْ] مرکب اضافی ہے جس کا پہلا جزء (مضاف) "اَنْفُسَ" فعل "لاتخرجون" کا مفعول بہ ہو کر منصوب ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے خفیف بھی ہو گیا ہے علامت نصب "س" کی فتحہ (ـَ) ہے اور ساتھ ضمیر مجرور "کم" مضاف الیہ ہے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ پورا مرکب اضافی (انفسکم) مفعول بہ ہے۔ [مِنْ] حرف الجرّ ہے۔ اس کے بعد [دیارکم] بھی مرکب اضافی ہے جس کا پہلا جزء (مضاف) "دیار" "مِنْ" کی وجہ سے مجرور ہے اور یہ بھی آگے مضاف ہونے کی بنا پر خفیف بھی ہے، علامت جر آخری "ر" کی کسرہ (ـِ) ہے جو تنوین الجر کی تخفیف ہے آخری ضمیر مجرور "کم" مضاف الیہ ہے اس طرح دراصل تو یہ مرکب اضافی (دیارکم) مجرور بالجر (مِنْ) ہے اگرچہ جرّ کا اثر صرف مضاف میں ظاہر ہوتا ہے اور یہ پورا مرکب جارّی (جار مجرور) "من دیارکم" متعلق فعل "لاتخرجون" ہے۔

(۴) ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ

[ثُمَّ] حرف عطف ہے جس میں ترتیب اور تراخی (کچھ وقت کے بعد) کا مفہوم ہے اور گویا یہاں معطوف علیہ محذوف ہے تقدیر عبارت (مفہوم) یوں ہے "فَقَبِلْتُمْ ثُمَّ"... (پس تم نے" وہ میثاق قبول کیا پھر ....) [اَقْرَرْتُمْ] فعل ماضی معروف مع ضمیر الفاعلین "انتم" ہے یعنی "پھر اس کے بعد تم نے اس میثاق کو قبول کرنے کا اقرار کیا"

(۵) وانتم تشھدون:

[وَ] عاطفہ ہے جو بعد والے جملے کو سابقہ جملے سے ملاتی ہے۔ [انتم] ضمیر مرفوع منفصل یہاں مبتدأ ہے اور [تَشْهَدُوْنَ] فعل مضارع معروف صیغہ جمع مذکر حاضر ہے جس میں خود ضمیر فاعلین

"انتم" بھی موجود ہے اور یہ جملہ فعلیہ (تشھدون) "انتم" (مبتدأ) کی خبر ہے چونکہ اس سے پہلے "اقررتُم" میں بھی "انتم" تھا (جو تشھدون میں بھی ہے) اس لیے یہاں "انتم" کا مفہوم "تم خود بھی" بنتا ہے گویا مجموعی مفہوم ان دو فقروں (۲۴ و ۲۵) کا یہ بنتا ہے کہ تم نے (یعنی تمہارے بڑوں نے) اقرار کیا تھا (میثاق قبول کرنے کا) اور خود تم بھی (اس بات کی) گواہی دیتے ہو (کہ ہاں ایسا ہوا تھا) چنانچہ آیت کے بعض تراجم میں اس مفہوم کے لیے بعض کلمات کے (تفسیری) اضافے کئے گئے ہیں۔

(۶) ثم انتم هٰؤلاءِ تَقتُلُونَ اَنفُسَكم:

[ثُمَّ] عاطفہ برائے ترتیب وتراخی ہے یعنی "پھر اس کے کچھ عرصہ بعد ہی یہ ہوا کہ" کا مفہوم دیتا ہے [انتم] مبتدأ ہے اور اس کی خبر کے بارے میں نحویوں نے تین چار امکانات بیان کیے ہیں مثلاً (۱) یہ کہ [هٰؤلاءِ] اس کی خبر ہے (تم یہ لوگ ہو) اور اگلی عبارت [تقتلون انفسكم] (جس میں "تقتلون" فعل مضارع صیغہ جمع مذکر حاضر ہے اور "انفسكم" مرکب اضافی اس کا مفعول بہ ہے۔ اسی لیے "انفسكم" منصوب ہے) حال ہو کر محلاً منصوب ہے (یعنی تمہارا حال یہ ہے کہ اپنوں کو قتل کرتے ہو) (۲) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسم اشارہ "هٰؤلاءِ" یہاں اسم موصول "الذین" کے معنی میں ہو (یعنی تم یہ ہو جو کہ ....) اور (۳) یہ بھی ممکن ہے کہ "هٰؤلاءِ" سے پہلے ایک مضاف محذوف سمجھا جائے مثلاً "انتم مثلُ هٰؤلاءِ" (تم ان جیسے ہو جو ....) اور (۴) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "انتم" کی خبر "تقتلون انفسكم" ہی ہو اور "هٰؤلاءِ" یہاں "منادیٰ" مفرد ہو یعنی "یاهٰؤلاءِ" (اے یہ (ایسے) لوگو) جو تعجب ظاہر کرتا ہے۔ (۵) بعض نے یہاں "هٰؤلاءِ" کو منصوب "باضمار الذمّ" مانا ہے (اس میں لفظ سے پہلے "اَذُمُّ" (میں مذمت کرتا ہوں) مقدر (مفہوم) سمجھا جاتا ہے)۔ اردو میں جن حضرات نے "تم وہی ہو / تم وہی تو ہو" سے ترجمہ کیا ہے یہ اردو محاورے کے لحاظ سے "ذمّ" (مذمت) کا پہلو اپنے اندر رکھتا ہے۔ گویا "وہی" کہنے میں مخاطب کے کسی کرتوت کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

(۷) وَتُخرِجُون فریقاً مِنکم مِن دِیارِهم:

[وَ] عاطفہ ہے جس کے ذریعے سے بعد کا جملہ (تخرجون .... دیارھم) سابقہ جملے (تقتلون انفسکم) پر عطف ہے یعنی یہ بھی اسی کی طرح "حال" یا "خبر" قرار دیا جا سکتا ہے [تُخرِجُونَ] فعل مضارع معروف مع ضمیر الفاعلین "انتم" ہے اور [فریقاً] اس (فعل) کا مفعول بہ (لہٰذا) منصوب ہے اسی لیے اس پر تنوین نصب (ـً) آئی ہے [مِنکم] جار مجرور (من+کم) ایک طرح سے "فریقًا" کی صفت کا کام دے رہا ہے ("فریقًا" نکرہ موصوفہ ہے یعنی "ایک ایسا گروہ جو "منکم" (تم میں سے ہی)

ہے) [مِن دیارِھِم] میں "مِن" حرف الجرّ ہے "دیار" مجرور بالجر اور آگے مضاف بھی ہے لہٰذا خفیف بھی ہے اور ضمیر مجرور "ھم" مضاف الیہ ہے۔ اور یہ سارا مرکب جارّی (مِن دیارھم) متعلق فعل (تخرجون) ہے (یعنی نکالتے ہو ان کے گھروں سے)

⑧ تظاھرون علیھم بالاثم والعدوان

[تظاھرون] فعل مضارع معروف صیغہ جمع مذکر حاضر ہے جس میں ضمیر الفاعلین "انتم" مستتر ہے [علیھم] جار مجرور (علی + ھم) متعلق فعل "تظاھرون" ہے یا یوں کہیے کہ یہاں "علی" توصلہ فعل ہے اور "ھم" دراصل مفعول بہ ہے اس طرح "علیھم" کو یہاں محلاً منصوب بھی کہہ سکتے ہیں [بالاثم] جار (بِ) اور مجرور (الاثم) مل کر (یہ بھی) متعلق فعل (تظاھرون) ہے اور [والعدوانِ] کا "العدوان" بھی "وَ" عاطفہ کے ذریعے "الاثم" پر عطف ہے یعنی "بالاثم وبالعدوان"۔ یہاں "بِ" سببیہ بھی ہو سکتی ہے (یعنی گناہ اور زیادتی کی وجہ سے ایسا کرتے ہو) اور یہ پورا مرکب جاری (بالاثم والعدوان) حال کے معنی بھی دیتا ہے (یعنی گناہ اور زیادتی کے مرتکب ہوتے ہوئے ایسا کرتے ہو)

⑨ وَاِن یَأتُوکم اساری تُفادوھم

[وَ] یہاں مستانفہ ہے جو "اور یہ بھی تو قابل ذکر ہے کہ" کا مفہوم رکھتی ہے [اِنْ] شرطیہ ہے جس کی وجہ سے [یَأتُوکُمْ] کا فعل "یاتوا" مجزوم ہو گیا ہے۔ علامتِ جزم آخری "ن" ("یاتون" کا) کا گرنا ہے اور ضمیر منصوب "کم" یہاں فعل (یأتوا) کا مفعول بہ ہے اردو ترجمہ اس کا "کو" سے نہیں کیا جاتا ہے بلکہ "پاس" سے کیا جاتا ہے یعنی "آئیں تمہارے پاس"۔ [اُساری] یہاں فعل "یاتُوا" کی ضمیر فاعلین (ھم) کا حال (لہٰذا) منصوب ہے مگر اسم مقصور ہونے کے باعث اس میں کوئی ظاہری علامتِ نصب نہیں ہے۔ [تُفادُوھُمْ] میں آخری ضمیر منصوب (ھم) تو مفعول بہ ہے اور اس سے پہلا صیغۂ فعل "تفادوا" مضارع مجزوم ہے اور یہ جواب شرط میں آنے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے علامتِ جزم آخری "ن" کا گرنا ہے (دراصل تو یہ "تُفادُون" تھا) یعنی "اگر آئیں وہ تمہارے ہاں قیدی ہو کر تو ان کا فدیہ (دے کر چھڑا) دیتے ہو"۔

⑩ وھو محرّم علیکم اخراجھم

[وَ] حالیہ ہے اور [ھو] مبتدأ ہے [محرّمٌ] خبر ہے (اسی لیے مرفوع ہے علامتِ رفع تنوین رفع (ٌ) ہے [علیکم] جار مجرور (علی + کم) مل کر متعلق خبر (محرّمٌ) ہے۔ یہاں تک ترجمہ بنا "حالانکہ وہ حرام (کیا گیا) ہے تم پر" [اِخراجھم] مرکب اضافی ہے ("اخراج" مضاف اور "ھم"

مضاف الیہ) اور یہ سابقہ مبتدأ (ھو) کا بدل ہے اسی لیے مرفوع ہے علامتِ رفع "ج" کا ضمہ (ـُـ) ہے کیونکہ یہ لفظ (اِخراجُ) مضاف ہونے کی وجہ سے خفیف بھی ہوگیا ہے اور بدل "اخراجھم" اس لیے لایا گیا ہے کہ "ھو" سے مراد "تفادی" (چھڑالینا) نہ سمجھ لیا جائے۔ گویا مقدر عبارت یوں بنتی ہے " وھو (ای) اخراجھم (ایضاً) محرم علیکم" اور ترجمہ ہوگا "حالانکہ وہ یعنی ان کو نکال دینا (ہی) بھی تو حرام تھا تم پر" اس کی مختلف بامحاورہ صورتیں حصۂ اللغۃ" میں بیان ہو چکی ہیں۔

(۱۱) أفتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض

[أفتؤمنون] کا ابتدائی "أ" استفہامیہ اور "فَ" (فاء) عاطفہ ہے باقی صیغۂ فعل "تؤمنون" مضارع معروف مع ضمیر الفاعلین "انتم" ہے [ببعض الکتاب] کی ابتدائی "ب" (باء الجر) وہ صلہ ہے جو فعل "آمن" کے ساتھ (پر ایمان لانا" کے معنی کے لیے) لگتا ہے "بعضِ" مجرور بالجر اور آگے مضاف بھی ہے اس لیے اس میں علامت جر "ض" کی کسرہ (ـِـ) رہ گئی ہے (خفیف ہوکر) اور "الکتاب" مضاف الیہ مجرور ہے [وَ] عاطفہ ہے جس کے ذریعے اگلے فعل [تکفرون] کا (جو مضارع معروف کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے) عطف سابقہ فعل (تؤمنون) پر ہے [ببعضٍ] دراصل یہ "ببعضِ الکتاب" ہی تھا مگر تکرار سے بچنے کے لیے مضاف الیہ حذف کر دیا گیا تو "مضاف" کو تنوین الجر دے دی گئی (مجرور تو وہ "بِ" کی وجہ سے تھا) ایسی تنوین کو تنوینِ عِوض کہتے ہیں کیونکہ "بعض" تو لفظ ہی ایسا ہے جو ہمیشہ مضاف ہوکر ہی آتا۔ لہٰذا یہ تنوین گویا مضاف الیہ کی جگہ ہے یعنی اس کے عوض ہے۔

(۱۲) فما جزاء من یفعل ذلك منكم الا خزیٌ فی الحیوٰة الدنیا

[فَ] یہاں "الفاء الفصیحۃ" ہے جو کسی شرط کے (بیان ہوئے) بغیر جواب شرط والی "فاء رابطہ" کی طرح کسی سبب کے نتائج بیان کرنے کا ایک "فصیحانہ انداز" ہے (اسے "فصیحۃ" کہنے کی وجہ یہی ہے) [مَا] نافیہ بھی ہوسکتا ہے کیونکہ آگے حصر کے لیے "اِلَّا" آرہا ہے اور اگر "مَا" کو استفہامیہ سمجھا جائے تو بھی گویا استفہام انکاری ہی ہے۔ [جزاءُ] مبتدأ (لہٰذا) مرفوع ہے مگر آگے مضاف بھی ہے (یعنی دراصل تو مضاف اور مضاف الیہ مل کر ہی مبتدأ بنے گا) اس لیے اس میں بوجہ تخفیف علامتِ رفع "ءُ" کا ضمہ (ـُـ) رہ گیا ہے۔ [مَن] اسم موصول مضاف الیہ ہے اس لیے محلاً مجرور ہے یعنی اس میں علامتِ جر ظاہر نہیں ہے (یعنی "بدلہ اس کا جو کہ"..) [یَفعَلُ] فعل مضارع صیغہ واحد مذکر غائب ہے اور یہ اسم موصول (مَن) کا صلہ ہے (بلکہ یوں کہیے کہ یہاں سے صلہ شروع ہوتا ہے) [ذلك] اسم اشارہ برائے بعید مذکر ہے اور یہاں یہ "یَفعَلُ" کا مفعول بہ (لہٰذا) منصوب ہے مگر مبنی ہونے

کے باعث اس میں علامتِ نصب ظاہر نہیں ہے [مِنکم] جار مجرور مل کر فعل "یَفعل" کی ضمیر فاعل (ھو) کی صفت (بیان) یا حال کا کام دے رہا ہے یعنی "تم میں سے ہوتے ہوئے" (یہ کام کرے) گویا مفہوم یہ ہے کہ دعویٰ ایمان بھی ہے اور کرتوت بھی یہ ہیں۔ اس طرح "من یَفعل ذٰلک منکم" صلہ موصول مل کر "جزاءُ" کے ساتھ مضاف الیہ ہو کر مبتدأ بنتا ہے۔ یعنی "تم میں سے جو یہ کرے اس کا بدلہ" [اِلاّ] حرف استثناء ہے جو یہاں (نفی کے بعد آنے کی وجہ سے) حصر کا کام دے رہا ہے (یعنی "مگر صرف" اور "یہی کہ" کا مفہوم رکھتا ہے) [خِزیٌ] یہ دراصل تو "جزاءُ ..." کی خبر مرفوع ہے اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ "کلام غیر تام منفی" کے بعد "اِلاّ" لگنے سے مستثنیٰ مفرغ ہو گیا ہے جس کا اعراب "حسب موقع" ہوتا ہے یہاں اگر "ما" نافیہ اور حرف استثناء "اِلاّ" ہٹا دیں تو عبارت رہ جائے گی "جَزاءُ فلانٍ (من یفعل ذٰلک منکم) خِزیٌ" اس طرح خبر ہونے کے باعث یہاں مستثنیٰ مفرغ کا اعراب بھی رفع ہی بنتا ہے [فی الحیٰوۃ الدنیا] "فی" حرف الجر ہے اور "الحیٰوۃ الدنیا" مرکب توصیفی ("الحیٰوۃ" موصوف اور "الدنیا" صفت) مجرور ہے اور یہ جار مجرور مل کر "خِزیٌ" (جو نکرہ موصوفہ بھی ہے) کی صفت کا کام دے رہا ہے یعنی "ایسا "خِزیٌ" (رسوائی) جو الحیٰوۃ الدنیا (دنیوی زندگی) میں ہو گا۔"

(۱۴) وَیومَ القیٰمۃِ یُرَدُّون الی اشدّ العذاب:

[وَ] یہاں برائے استیناف ہے کیونکہ یہاں بلحاظ معنی پچھلی آخری عبارت (فی الحیٰوۃ الدنیا) اور اگلی آنے والی عبارت (یوم القیامۃ) کا باہم عطف نہیں ہو سکتا۔ "الحیٰوۃ الدنیا" والی بات ختم ہوئی اور آگے "یوم القیامہ" والی بات شروع ہوتی ہے۔ یہ بات پہلے بھی کئی دفعہ بیان ہوئی ہے کہ "واو الاستیناف" کا اردو ترجمہ عموماً (واو عاطفہ کی طرح "اور" سے ہی کیا جاتا ہے مگر دراصل اس میں مفہوم "اور یہ بھی قابل ذکر ہے" یا "اور یہ بھی ذہن میں رکھیے" کا ہوتا ہے۔

[یومَ القیامۃ] مرکب اضافی ہے جس میں مضاف "یومَ" ظرف ہونے کے باعث منصوب ہے (اور مضاف ہونے کے باعث "خفیف" بھی ہے) "القیامۃ" مضاف الیہ ("یومَ" کا) ہے اور مجرور (بالاضافہ) ہے اور اس ظرف (یوم القیامۃ) کا تعلق اگلے فعل (یُردّون) سے ہے۔ یعنی یہ کام "یوم القیامۃ" کو ہو گا [یُرَدُّون] فعل مضارع مجہول صیغہ جمع مذکر غائب ہے جس میں نائب فاعل "ھم" شامل ہے اس کے بعد [الی اشدّ العذاب] مرکب جاری ہے جس میں "الی" تو حرف الجر ہے "اشدّ" صیغہ افعل التفضیل ہے جو مجرور بالجر ہے مگر آگے مضاف بھی ہے اس لیے غیر منصرف ہونے کے باوجود (افعلُ برائے تفضیل غیر منصرف وزن ہے) اسے جر کی علامت کسرہ (ـِ)

دی گئی ہے اس کے بعد "العذاب" مضاف الیہ (لہٰذا) مجرور ہے جس میں علامتِ جر آخری "ب" کی کسرہ (ـِ) ہے۔ یہ مرکب جاری (الیٰ اشد العذاب) بھی متعلق فعل (یردّون) ہے گویا سادہ نثر تو یوں بنتی تھی "ویُرَدُّونَ یومَ القیامۃ الی اشد العذاب"۔ ظرف "یومَ القیامۃ" پہلے لانے سے نہ صرف عبارت میں ایک ادبی (شعر کی قسم کا) حسن پیدا ہوا ہے بلکہ اس میں "قیامت کے دن ہی تو" کا مفہوم پیدا ہوا ہے۔

⑭ وما اللہُ بغافلٍ عما تعملون

بعینہٖ یہی جملہ اس سے پہلے البقرۃ: ۷۴، [۲:۴۶:۲] میں گزر چکا ہے۔

⑮ اولٰئک الذین اشتروا الحیٰوۃ الدنیا بالاٰخرۃ

[اولٰئک] اسم اشارہ مبتدا (لہٰذا محلاً مرفوع) ہے [الذین] اسم موصول ہے جو اپنے (آگے آنے والے) صلہ کے ساتھ خبر بنے گا لہٰذا یہ یہاں مرفوع ہے (اولٰئک اور الذین مبنی معنی ہیں اس لیے ان میں کوئی ظاہر اعرابی علامت نہیں ہوتی) [اشتَرَوْا] فعل ماضی معروف صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ [الحیوۃَ الدنیا] مرکب توصیفی ("الحیوۃ" موصوف اور "الدنیا" صفت) ہے اور یہ فعل "اشتروا" کا مفعول بہ ہے اس لیے "الحیوۃ" منصوب ہے اور "الدنیا" صفت اپنے موصوف کے مطابق نصب میں ہے مگر اسم مقصور ہونے کے باعث اس میں ظاہراً کوئی علامتِ نصب نہیں ہے —— [بالاٰخرۃ] جار مجرور (بِ + الاٰخرۃ) مل کر متعلق فعل "اشتَرَوْا" ہے یا چاہیں تو اسے اس کا مفعول ثانی (جس پر "باء" کا صلہ لگتا ہے) سمجھ لیجئے (اس فعل "اشتری یشتری" کے طریق استعمال پر [۲: ۱۲: ۱ (۱)] میں بات ہوئی تھی)

⑯ فلا یُخَفَّفُ عنہم العذاب

[فلا] کی "فاء" (ف) یہاں بھی عاطفہ بمعنی "فصیحۃ" ہے (دیکھئے اوپر جملہ ۱۲ میں) اور "لا" نافیہ ہے [یُخَفَّفُ] فعل مضارع مجہول صیغہ واحد مذکر غائب ہے [عنہم] جار مجرور مل کر متعلق فعل (یخفّف) ہے جو نائب فاعل سے مقدم (پہلے) آیا ہے [العذاب] نائب فاعل ہے اسی لیے مرفوع ہے۔ سادہ نثر میں یہ عبارت "فلا یخفف العذابُ عنہم" ہوتی ہے جار مجرور کی تقدیم سے عبارت میں ادبی حسن بھی آیا ہے۔ اور مفہوم بھی "ان پر سے ہی تو" کا پیدا ہوتا ہے۔

⑰ ولا ہم یُنصَرُون

بعینہ یہی جملہ البقرہ ۴۸ [۲:۳۱:۲] میں گزر چکا ہے۔ لفظی ترجمہ ہے "اور نہ ہی ان کو مدد دی جائے گی، یعنی کہیں سے مدد بھی نہیں مل سکے گی"۔ یہ جملہ (۱۶ک) واو عاطفہ کے ذریعے دراصل سابقہ جملے (۱۶ل) کا ہی حصہ بنتا ہے۔

۳:۵۲: الرسم

زیر مطالعہ قطعہ آیات (البقرہ: ۸۴-۸۶) میں چھ کلمات کا رسم عثمانی متفق علیہ ہے یعنی "تظاھرون، اسارٰی، تفادوھم، الکتاب، الحیاۃ اور القیامۃ" (یہاں ہم نے فرق سمجھانے کے لیے ان تمام کلمات کو رسم املائی کے مطابق لکھا ہے ان کا رسم عثمانی ابھی بیان ہوگا) اور اس قطعہ میں پانچ کلمات (میثاقکم، دیارکم، دیارھم، العدوان اور بغافل) کا رسم عثمانی مختلف فیہ ہے۔ ان کے علاوہ اس عبارت میں چار کلمات (ھؤلاءِ، ذٰلک، اولٰئک اور الذین) ایسے ہیں جن کا رسم املائی اور رسم عثمانی یکساں ہے یعنی ان کلمات کی املاء رسم عثمانی کے عربی املاء پر اثرات کا ایک مظہر ہے۔ کلمات کے "رسم" کی الگ الگ تفصیل یوں ہے (جس میں ان کلمات کی آیات زیر مطالعہ میں ترتیب وقوع کو ملحوظ رکھا گیا ہے)

(۱) "میثاقکم" میں کلمہ "میثاق" کا رسم مختلف فیہ ہے "الدانی" کے مطابق یہ "میثاق" (باثبات الف) ہے جب کہ ابن نجاح (ابوداؤد) کے مطابق یہ "میثٰق" (بحذف الف بعد الثاء) ہے۔ بعض مصاحف (برصغیر وغیرہ) میں یہ باثبات الف (میثاقکم) لکھا جاتا ہے اور بعض ممالک (مصر وغیرہ) کے مصاحف میں یہ بحذف الف (میثٰقکم) لکھا جاتا ہے نیز دیکھئے [۳:۱۹:۲] (البقرہ: ۲۷) میں۔

(۲) "دیارکم" کے رسم میں بھی یہی حذف و اثبات الف (بعد الیاء) کا اختلاف ہے "الدانی" کے مطابق یہ باثبات الف (دیارکم) لکھا جاتا ہے اور "ابوداؤد" کے قول کو ترجیح دینے والے اسے بحذف الف (بعد الیاء) یعنی بصورت "دیٰرکم" لکھتے ہیں۔ یہ پہلے کئی دفعہ بیان ہو چکا ہے کہ کون سے ممالک میں "الدانی" کے قول کو ترجیح دی جاتی ہے اور کن ممالک میں "ابوداؤد" کے قول پر عمل کیا جاتا ہے۔

(۳) "دیارھم" کا اختلاف بھی "دیارکم" کی مانند ہے "الدانی" کے مطابق یہ "دیار" (اثبات الف کے ساتھ) لکھا جاتا ہے اور "ابوداؤد" کی طرف منسوب قول کی بناء پر بعض ممالک (مصر وغیرہ) میں اسے "دیٰرھم" (بحذف الف بعد الیاء) لکھا جاتا ہے۔

(۴) "تظاھرون" (یہ اس کا رسم املائی ہے) کے بارے میں تمام علمائے رسم کا اتفاق ہے کہ یہ لفظ قرآن

کریم میں اسی ایک جگہ آیا ہے ۔البتہ اسی (باب تفاعل کے فعل) سے تثنیہ ماضی کا صیغہ" تظاھرا" بھی دو جگہ آیا ہے ۔ الدانی اور ابو داؤد دونوں کے نزدیک تینوں جگہ یہ لفظ بحذف الف بعد الظاء لکھا جائے گا یعنی بصورت" تظھرون" اور " تظھرا"۔ چنانچہ تمام ممالک کے مصاحف میں یہ لفظ" بحذف الف بعد الظاء" ہی لکھے جاتے ہیں اور اگر کہیں ان کو رسم املائی کی طرح باثبات الف لکھا جاتا ہے (مثلاً ایران یا ترکی میں)، تو یہ رسم عثمانی کی خلاف ورزی ہے۔

⑤ "العدوان" کا املاء قرآنی بھی مختلف فیہ ہے۔ یہ لفظ معرفہ نکرہ مختلف شکلوں میں قرآن کریم کے اندر آٹھ جگہ آیا ہے۔ الدانی کے مطابق یہ ہر جگہ باثبات الالف بعد الواو (یعنی رسم املائی کی طرح) لکھا جاتا ہے ۔جب کہ ابوداؤد سے اس کا" بحذف الالف بعد الواو" یعنی بصورت "العدون" لکھا جانا منقول ہے ۔ برصغیر اور لیبیا کے مصاحف میں یہ باثبات الف" العدوان" لکھا جاتا ہے مگر مصر وغیرہ میں بحذف الف "العدون" لکھا جاتا ہے۔

⑥ "اُسارٰی" یہ لفظ بالاتفاق قرآن کریم میں بحذف الالف بعد السین" یعنی بصورت" اسری" لکھا جاتا ہے ۔بلکہ اس صورت (اسری) کے ساتھ یہ لفظ قرآن کریم میں کل تین جگہ وارد ہوا ہے ان میں سے دو جگہ تو یہ پڑھا بھی" اَسرٰی" ہی جاتا ہے البتہ زیر مطالعہ آیت میں یہ (قراءت حفص کے مطابق)" اُسٰرٰی" (یعنی رسم املائی کے" اُسارٰی" کی طرح) پڑھا جاتا ہے اور اس میں محذوف الف کو ضبط کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے۔

⑦ "تفادوھم" اس کا ابتدائی صیغہ فعل (جو باب مفاعلہ سے فعل مضارع مجزوم کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے ۔اس کی جزم کی وجہ" الاعراب" میں بیان ہو چکی ہے) قرآن کریم میں صرف اسی ایک جگہ آیا ہے۔ اور مصحف شریف میں اسے بحذف الالف بعد الفاء یعنی بصورت" تفدوھم" لکھنے پر تمام علمائے رسم کا اتفاق ہے۔

⑧ "الکتاب" یہ لفظ یہاں بحذف الف بعد التاء یعنی بصورت" الکتب" لکھنے پر بھی سب ائمہ رسم کا اتفاق ہے ۔قرآن کریم میں باقی مقامات پر (کیونکہ یہ لفظ قرآن کریم میں بکثرت آیا) اس کے رسم عثمانی کے بارے میں البقرہ:۲ کے ضمن میں [۲:۱:۲] میں تفصیل سے بات ہوئی تھی۔

⑨ "الحیاۃ" یہ لفظ اس طرح بصورت معرف باللام جہاں جہاں بھی قرآن میں آیا ہے اسے بصورت "الحیوۃ" لکھنے پر اتفاق ہے یعنی اس میں "ی" کے بعد والا الف" بصورت" واو" لکھا جاتا ہے۔ البتہ

اضافت کی صورت میں "الف" ہی لکھا جاتا ہے جیسے "حیاتی" اور "حیاتکم" وغیرہ میں ہے۔

(۱۰) "القیامة" یہ لفظ جو اسی ترکیب (یوم القیامة) کے ساتھ قرآن کریم میں ستر دفعہ آیا ہے اس کے متعلق تمام ائمہ رسم کا اتفاق ہے کہ یہ ہر جگہ "بحذف الالف بعد الیاء" یعنی ہمیشہ بصورت "القیمة" لکھا جائے گا یعنی اسے رسم املائی کی طرح باثبات الالف لکھنا رسم عثمانی کی خلاف ورزی ہے۔

(۱۱) "بغافل" یہ لفظ اس طرح (اسم الفاعل "غافل" بصیغہ واحد مذکر) قرآن کریم میں کل دس جگہ آیا ہے اور اس کے رسم عثمانی میں اختلاف ہے "الدانی" کے مطابق اسے باثبات الالف بعد العین لکھا جاتا ہے مگر ابوداؤد سے منسوب قول کی بناء پر اسے بحذف الالف بعد العین یعنی بصورت "غفل" (یعنی بغفل) لکھا جاتا ہے۔ البتہ اس سے جمع مذکر سالم (غافلون غافلین) اور جمع مؤنث سالم (غافلات) باتفاق بحذف الالف بعد الغین لکھے جاتے ہیں (غفلون، غفلین یا غفلت کی طرح) اس قسم کے الفاظ پر مزید بحث اپنے موقع پر آئے گی۔

۲:۵۲:۲ الضبط

زیر مطالعہ آیات کے کلمات کے ضبط میں اختلاف کا تعلق زیادہ تر محذوف الف کو ظاہر کرنے کے طریقے (جس کی ایک خاص صورت "ـٰ" بھی آگئی ہے جسے لیبیا کے مصاحف میں ہمارے ہاں کی کھڑی زبر "ـٰ" کے لیے استعمال کیا جاتا ہے) اور واو ساکنہ ماقبل مضموم کے ضبط سے ہے۔ اگرچہ نون مخفاۃ کے ضبط کا فرق اور بعض زائد حروف پر علامت ضبط ڈالنے یا نہ ڈالنے کی صورتیں بھی موجود ہیں۔ بہرحال مندرجہ ذیل نمونوں سے اس اختلاف کو سمجھا جاسکتا ہے۔

وَاِذْ، إِذْ، إِذْ / اَخَذْنَا، اَخَذْنَا، أَخَذْنَا، آخَذْنَا / مِيثَاقَكُمْ، مِيثَاقَكُمْ، مِيثَاقَكُمْ، مِيثَاقَكُمْ / لَا، لَا، لَا / تَسْفِكُونَ، تَسْفِكُونَ، تَسْفِكُونَ / دِمَاءَكُمْ، دِمَاءَكُمْ، دِمَاءَكُمْ / وَلَا (اوپر گزرا ہے) / تُخْرِجُونَ، تُخْرِجُونَ، تُخْرِجُونَ / اَنْفُسَكُمْ، أَنْفُسَكُمْ، أَنْفُسَكُمْ / مِنْ، مِنْ، مِن / دِيَارِكُمْ، دِيَارِكُمْ، دِيَارِكُمْ،

دِیٰرِکُمْ (بحذف الف)/ ثُمَّ/ اَقْرَرْتُمْ، اَقْرَرْتُمْ، ءَاقْرَرْتُمْ/
وَاَنْتُمْ، اَنْتُمْ، ءَانْتُمْ/ تَشْهَدُوْنَ، تَشْهَدُوْنَ، تَشْهَدُوْنَ/
ثُمَّ اَنْتُمْ (مثل سابق) هٰٓؤُلَآءِ، هٰؤُلَآءِ، هٰٓؤُلَآءِ، هٰٓؤُلَآءِ/
تَقْتُلُوْنَ، تَقْتُلُوْنَ، تَقْتُلُوْنَ/ اَنْفُسَكُمْ (مثل سابق)/
وَتُخْرِجُوْنَ (مثل سابق)/ فَرِيْقًا، فَرِيْقًا، فَرِيْقًا/ مِّنْكُمْ،
مِّنْكُمْ، مِّنْكُمْ/ مِنْ (مثل سابق) دِيَارِهِمْ (سابقہ "دِيَارِكُمْ"
کی طرح)/ تَظٰهَرُوْنَ، تَظٰهَرُوْنَ، تَظٰهَرُوْنَ/
عَلَيْهِمْ، عَلَيْهِمْ/ بِالْاِثْمِ، بِالْاِثْمِ، بِاءِلْاِثْمِ/ وَالْعُدْوَانِ،
اَلْعُدْوَانِ، اَلْعُدْوَنِ (بحذف الف) اَلْعُدْوَانِ/ وَاِنْ، اِنْ،
اِءِنْ/ يَّاْتُوْكُمْ، يَاْتُوْكُمْ، يَّأْتُوْكُمْ/ اُسٰرٰى، اُسَرٰى، ءُاسٰرٰى/
تُفٰدُوْهُمْ، تُفٰدُوْهُمْ، تُفٰدُوْهُمْ/ وَهُوَ، هُوَ/ مُحَرَّمٌ،
مُحَرَّمٌ/ عَلَيْكُمْ، عَلَيْكُمْ/ اِخْرَاجُهُمْ، اِخْرَاجُهُمْ،
اِءِخْرَاجُهُمْ/ اَفَتُؤْمِنُوْنَ، اَفَتُؤْمِنُوْنَ، ءَافَتُؤْمِنُوْنَ/
بِبَعْضِ/ الْكِتٰبِ، اَلْكِتٰبِ، اَلْكِتٰبِ/ وَتَكْفُرُوْنَ،
تَكْفُرُوْنَ، تَكْفُرُوْنَ/ بِبَعْضٍ/ فَمَا، فَمَا، فَمَا/
جَزَآءُ، جَزَآءُ/ مَنْ (مثل سابق)/ يَّفْعَلُ، يَفْعَلُ، يَّفْعَلُ/

ذٰلِكَ، ذَٰلِكَ، ذَٰلِكَ / مِنْكُمْ (مثل سابق) اِلَّا، اِلَّا، اِلَّا، اِلَّا /
خِزْيٌ، خِزْيٌ / فِي، فِي / الْحَيٰوةِ، الْحَيٰوةِ، الْحَيٰوةِ / الدُّنْيَا
الدُّنْيَا، الدُّنْيَا / وَيَوْمَ، يَوْمَ / الْقِيٰمَةِ، الْقِيٰمَةِ، الْقِيٰمَةِ /
يُرَدُّوْنَ، يُرَدُّوْنَ، يُرَدُّوْنَ / اِلٰى، اِلٰى، اِلٰى / اَشَدِّ، اَشَدِّ،
اَشَدِّ / الْعَذَابِ، الْعَذَابِ، الْعَذَابِ / وَمَا اللّٰهُ، اللّٰهُ،
اللّٰهُ / بِغَافِلٍ، بِغَافِلٍ / عَمَّا / تَعْمَلُوْنَ، تَعْمَلُوْنَ،
تَعْمَلُوْنَ / اُولٰٓئِكَ، اُولٰٓئِكَ، اُولٰٓئِكَ / الَّذِيْنَ،
الَّذِيْنَ، الَّذِيْنَ، الَّذِيْنَ / اشْتَرَوُا، اشْتَرَوُا، اشْتَرَوُا /
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (مثل سابق) / بِالْاٰخِرَةِ، بِالْاٰخِرَةِ، بِالْاٰخِرَةِ /
فَلَا، فَلَا، فَلَا / يُخَفَّفُ، يُخَفَّفُ / عَنْهُمُ، عَنْهُمُ /
الْعَذَابُ (مثل سابق)، وَلَا، لَا، لَا / هُمْ، هُمْ / يُنْصَرُوْنَ،
يُنْصَرُوْنَ، يُنْصَرُوْنَ۔

---

him). Fortunately, our salvation in the Hereafter and our prosperity, honor, and domination in this world are a matter of choice rather than luck.

We have been suffering from the ill effects of our sins for too long. Has the time not yet come for the hearts of the believers to be moved? Or are we waiting for The Punishment to appear right before our eyes?

It's time to think; it is also time to act. **Concluded**